جلسہ پر زندگیوں میں روحانی انقلاب بپا کرنے کے لئے آئیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶؍نومبر ۱۹۷۹ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

آج میں جلسہ سالانہ کے متعلق بعض باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ پچھلے ایک خطبہ میں مَیں نے بہت سی ہدایتیں دی تھیں بہت سی باتوں کی طرف جماعت کو توجہ دلائی تھی، بڑوں کو بھی اور چھوٹوں کو بھی۔ اس وقت اس تفصیل میں جائے بغیر میں یہ یاد دہانی کروانا چاہتا ہوں کہ ان باتوں کو اپنے سامنے رکھیں اور حتی الوسع کوشش کریں کہ جو ذمہ داریاں جلسہ سالانہ سال کے اس حصہ میں ہم پر عائد کرتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا کرے کہ ہم ان ذمہ داریوں کو اس کی رضا کے مطابق اور منشاء کے ماتحت ادا کرنے والے ہوں۔

باہر سے جو دوست تشریف لاتے ہیں جلسہ کے موقع پر مرکزِ سلسلہ میں آج مَیں انہیں یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کئی گروہوں میں تقسیم ہوجاتے ہیں بعض پہلوؤں کے لحاظ سے کچھ تو وہ ہیں جو نئے نئے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں اور پورے طور پر تربیت یافتہ نہیں۔ تربیت پر وقت لگتا ہے۔ اپنے وقت پر وہ بھی (اللہ سے ہم امید رکھتے ہیں) تربیت یافتہ مخلصین کی صفوں میں شامل ہوجائیں گے۔ کچھ نئی پود ہے جو بچپنے سے نکل کر شعور یا نیم شعور میں داخل ہوئی ہے۔ انہیں بھی روایاتِ سلسلہ اور روایاتِ جلسہ کا زیادہ علم نہیں۔ پھر وہ ہیں جو بڑی عمر کے ہیں پرانے احمدی، بہت سے جلسے انہوں نے سنے، بہت سے جلسوں کی ذمہ داریاں

انہوں نے ادا کیں، بہت سے جلسوں میں دعائیں کرنے کی انہیں توفیق ملی اور اللہ نے ان کی بہت سی دعاؤں کو قبول کیا اور اپنے زندہ ہونے کا اور قادر ہونے کا اور غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِہٖ ہونے کا ثبوت بہم پہنچایا۔ ان کے اوپر یہ ذمہ داری ہے کہ جو ان سے تعلق رکھنے والے ایسے احمدی ہیں جن کے کانوں میں سلسلہ عالیہ احمدیہ جلسہ سالانہ کے موقع کی جماعت کی جو روایات ہیں وہ پڑنی چاہئیں۔ وہ ان کے کانوں میں ڈالیں، بار بار ڈالیں۔ بچوں کو کہیں شور نہیں کرنا آوازے نہیں کسنے۔ میری ہوش میں صرف ایک جلسہ کے موقع پر کان میں اونچی آواز (جس کو آوازہ کسنا کہتے ہیں) پڑی، اسی وقت میں نے توجہ دلائی اور خاموشی ہوگئی۔ یہاں جو آتے ہیں وہ قربانی دے کر آرہے ہوتے ہیں۔ وہ دنیا کا کچھ کھو کر اللہ سے بہت کچھ حاصل کرنے کے لئے یہاں آتے ہیں۔ بھول ہوجاتی ہے۔ غفلت ہوجاتی ہے، نئے ہیں انہیں پتا نہیں۔ جب گھر سے چلیں ان کو بتائیں کہ ربوہ جلسہ پر جارہے ہیں شور نہیں کرنا، جو راستے مقرر ہیں انہی راستوں پر چلنا ہے، نظریں نیچی رکھنی ہیں، زبانوں سے شہد ٹپکنا ہے، چہروں پر غصہ نہیں آنا، خدا تعالیٰ کے حضور عاجزی سے ہر وقت جھکے رہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر کامل توکل رکھنے کا سبق سیکھنا ہے، ایسا سبق جو زندگی میں پھر کبھی بھلایا نہ جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو خواہشات جماعت کے ساتھ وابستہ کیں ان خواہشات کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنا، اپنی زندگیوں کو گزارنا ہے ان کے کانوں میں ڈالیں کہ یہ جلسہ میلہ نہیں نہ عام جلسوں کی طرح ایک جلسہ ہے۔ محض خدا کے لئے گھروں کو چھوڑنے والے گھروں کو چھوڑتے اور یہاں آجاتے ہیں۔ محض خدا کی خاطر بہت سے غریب سارا سال پیسہ بچاتے رہتے ہیں تاکہ جلسہ میں شمولیت اختیار کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزا دے اور اس کی توفیق دے کہ یہاں آکر وہ جھولیاں اتنی بھرلیں، اتنی بھرلیں کہ پھر ان کی جھولیوں میں مزید کی گنجائش نہ رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی گنجائش میں بھی وسعت پیدا کرے اور انعامات بھی۔ جلسہ پر آنے والے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے متعلق جو قرآن عظیم کے بیان میں وہ سننے کے لئے آتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کے لئے آتے ہیں وہ خدا تعالیٰ پر کامل یقین پیدا کرنے کے لئے اور اس یقین میں پختگی پیدا کرنے کے لئے یہاں آتے ہیں۔ وہ

ایک روحانی انقلاب عظیم اپنی زندگیوں میں بپا کرنے کے لئے یہاں آتے ہیں اور بہت ہیں جن کی زندگیوں میں ایک ایسا انقلاب بپا ہوجاتا ہے کہ دنیا دار نگاہ دیکھتی اور حیران ہوتی ہے اور سمجھ نہیں پاتی کہ ہو کیا گیا، کہاں کے تربیت یافتہ ہیں یہ لوگ۔ یہ باتیں اپنے بچوں کے اپنی عورتوں کے کانوں میں ڈالیں۔ مردوں کی طرح عورتیں بھی بڑی مخلص ہیں۔ پھر بچیاں بھی ہیں، ناصرات سے تعلق رکھنے والی بھی ہیں۔ نئی نئی احمدی ہونے والی بھی۔ اسی سال کے دوران بہت سے مردوزن اللہ تعالیٰ کے فضل سے خوابیں دیکھنے کی بناء پر احمدیت کو قبول کرنے والے بھی ہیں۔ ان کو صداقت آسمان پہ نظر آئی، انہوں نے قبول کرلیا۔ اس صداقت کے نتیجہ میں جو زمین پر ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ وہ ان کے سامنے آئیں گی۔ انہیں سمجھنا چاہیئے۔ ساری دنیا کے خادم بنا کر ہمیں اکٹھا کردیا۔ بُنۡیَانٌ مَّرۡصُوۡصٌ کی طرح کہ ایک دوسرے میں کوئی فرق نہیں رہا اور سب کے لئے دعائیں کرنے والا بنا دیا ہمیں۔ تو ان چیزوں کو ذہن میں حاضر رکھ کے یہاں آئیں۔

دوسرے جلسہ پر آنے والوں میں پاکستان کے مختلف مقامات سے آنے والوں میں بھی اور بیرونی ممالک سے آنے والوں میں بھی ایسے بھی ہیں جو احمدی نہیں جلسے پر آتے ہیں دوستوں کے ساتھ، بہت کچھ انہوں نے سنا ہوتا ہے وہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ جو انہوں نے سنا جماعت کے خلاف وہ درست بھی ہے یا نہیں۔ ان کو بھی آپ سمجھائیں کہ جس جگہ آپ جارہے ہیں اس کی فضا اس کا ماحول اس کی روایات ہر شخص سے جو یہاں آتا ہے کچھ مطالبہ کرتی ہیں اس مطالبے کو آپ پورا کریں۔ بہت سی باتیں تو یہاں کا ماحول خود ہی سمجھا دیتا اور مطالبہ اپنا خود ہی پورا کروالیتا ہے لیکن جو ہمارا فرض ہے وہ ہمیں ادا کرنا چاہیئے۔

جو غیر ممالک سے آنے والے ہیں وہ دو گروہ ہیں ایک وہ جو نمایاں ہو کے پچھلے سالوں میں ہمارے سامنے آتا رہا اور ایک وہ جو نظر انداز ہوگیا جو نمایاں ہو کے ہمارے سامنے آیا وہ وفود ہیں۔ وفود کی شکل میں امریکہ سے پچھلے سال ہی اٹھائیس مردوزن آئے، یورپ سے آتے ہیں ناروے، سویڈن ڈنمارک (کبھی کم کبھی زیادہ) جرمنی سے بھی اور سوئٹزرلینڈ سے آتے ہیں۔ انگلستان سے بھی شائد وفد کی صورت میں بعض آتے ہیں۔

ایک تو وفد کی صورت میں آتے ہیں۔ ان کی رہائش کا انتظام بھی جماعت کرتی ہے۔ کچھ تو رہائش گاہیں بن گئیں۔ وسیع بن گئیں۔ بہت سے کمروں پر مشتمل بن گئیں۔ جب بنی تھیں بڑی نظر آتی تھیں۔ جب بن چکیں تو مکین زیادہ ہوگئے اور گنجائش کم ہوگئی جو باہر سے وفود آتے ہیں وہاں کی جماعت کو وہاں کے نظام کو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ کوشش کریں کہ اکثریت ان وفود میں نئے آنے والوں کی ہو۔ کچھ فیصد پرانوں میں سے بھی ہوں وہ ان کو بتائیں گے بہت سی باتیں اور فائدہ ہوگا اس کا لیکن اکثریت جو ہے وہ نئے آنے والوں کی ہو تا کہ زیادہ سے زیادہ بیرونِ ممالک بسنے والے احمدیوں کا ذاتی تعلق مشاہدہ کر کے، سن کے، فضا کو سونگھ کے مرکز سلسلہ سے اور جماعتی نظام کے ساتھ ہوجائے۔ جب شروع میں مَیں نے تحریک کی کہ وفود آئیں تو انڈونیشیا سے پہلے سال میرے خیال میں کوئی بھی نہیں آیا یا بہت کم نہ ہونے کے برابر لیکن پچھلے سال ان کی تعداد بھی غالباً بیس سے زیادہ ہوگئی حالانکہ پچھلے سال جب وہ سفر کی تیاری کر چکے تھے اور رقم انہوں نے کرائے کی جمع کر لی تھی یکدم کرائے بڑھ گئے اور بعض کو ایسا کرنا پڑا کہ بیوی آگئی یا میاں آگیا کیونکہ ہر دو کے کرایہ کا خرچ برداشت نہیں کر سکتے تھے لیکن پھر بھی کافی تعداد میں آگئے۔ پس جماعتوں کا فرض ہے کہ وہ خیال رکھیں کہ اکثریت نئے آنے والوں کی ہو۔

لیکن باہر کے مختلف ممالک سے آنے والے وہ دوست بھی ہیں جو نظر انداز ہوتے رہے اس سال نہیں ہونے چاہئیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے رشتہ دار عزیز یہاں ہیں۔ بعض کے گھر یہاں ہیں۔ بعض نے اپنے بیوی بچے یہاں چھوڑے ہوئے ہیں۔ وہ آگئے اور ایام جلسہ میں جو ایک مخصوص فضا، ایک وسعت، ایک فراخی، ایک رفعت، ایک ہجوم ہے اس کے اندر شامل ہوئے اور غائب ہوگئے جس طرح سمندر میں قطرہ غائب ہوجاتا ہے۔

انگلستان سے ہی بیسیوں ایسے احمدی آتے ہیں جن کا اندراج کہیں نہیں ہوتا کہ وہ جلسے کے لئے انگلستان سے یہاں آئے۔ امریکہ کے اور دوسرے ممالک کے دوست اپنے طور پر آتے ہیں، ان کا رہائش کا اپنا انتظام ہوتا ہے، ویسے تو لنگر چلتا ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔ ہمارے لئے تو سارا سال ہی چلتا ہے وہ لیکن جو اپنے پیسے خرچ کر کے جلسے کے دنوں

میں اپنے گھر میں بھی کھانا پکاتے ہیں وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لنگر کا ایک حصہ ہی بن جاتا ہے۔ برکات کے حصول کے لئے اس طور پر کہ وہ کبھی اپنے گھر ٹھہرے ہوئے مہمانوں کے لئے کھانا منگوا لیتے ہیں لنگر سے، کبھی آپ پکا کے کھلا دیتے ہیں جو بیوی بچوں کے پاس آیا ہے۔ یہاں اس کا بھی یہی حال ہوتا ہے کبھی لنگر کا کھایا کبھی گھر کا کھایا۔ گھر بھی میں نے بتایا کہ مہدی کے لنگر کا ہی حصہ ہے یہ بات اس سے واضح ہوئی ایک دفعہ کہ جب کسی وجہ سے روٹی تُھڑ گئی اور صبح کی نماز کے لئے مسجد میں جارہا تھا کہ مجھے رپورٹ ملی کہ روٹی تُھڑ گئی ہے وقت کے اندر ہم کھانا نہیں کھلا سکتے اس واسطے آپ اعلان کردیں۔ مَیں نے اعلان کیا کہ آج اس وقت سارے دوست ہی ایک روٹی کھائیں گے۔ چاہے وہ گھروں میں پکی ہوئی ہو چاہے وہ لنگر خانے کے تندوروں میں پکی ہوئی ہو تو لنگر کا حصہ بن گئے نا گھر اور میں نے کہا جو گھروں میں زائد پکی ہوئی ہے وہ لنگر میں پہنچا دو انہوں نے پہنچا دی اور بیسیوں شائد سینکڑوں گھرانے ایسے تھے کہ جنہوں نے یہ آواز سننے کے بعد جتنا آٹا انہوں نے گوندھا ہوا تھا اس سے زیادہ گوندھ لیا لنگر کو پہنچانے کے لئے۔ پھر اخلاص ہے ضرورت کے مطابق ابھرتا ہے۔ خداتعالیٰ کی رضا کے لئے آدمی ہر چیز پیش کرنے کے لئے تیار ہوجاتا ہے۔ مجھے سینکڑوں ایسے آدمیوں کا علم ہے جنہوں نے کہا اچھا ایک روٹی کھانی ہے۔ تو اب جب کمی نہ رہے گی اس وقت بھی ایک ہی کھائیں گے۔ سارا جلسہ وہ ایک ہی روٹی پر گزارہ کرتے رہے۔ فرق کوئی نہیں پڑتا۔ جو دوست باہر سے آئے پیسے خرچ کرکے آئے۔ عزیز رشتہ دار بیوی بچے یہاں ہیں یہ تو درست ہے لیکن ہر احمدی جو جلسہ سالانہ کے ایام میں آتا ہے اس کی راہ میں بہت سی دقتیں بھی ہیں مثلاً انگلستان میں ہمارے بعض احمدی ہوائی کمپنیوں میں ملازم ہیں وہ مانگتے ہیں چھٹی تو کمپنی کہتی ہے کہ ہمارے تو کرسمس کے دن ہیں۔ عیسائیوں کی تہوار ہمارے عیسائی کارکن چھٹی پہ جارہے ہیں تمہیں کیسے فارغ کردیں۔ ان کو تگ و دو منت سماجت کرنی پڑتی ہے چھٹی لینے کے لئے۔ وہ یہاں آکر تو مجمع میں مل گئے۔ ایک قطرہ سمندر میں جاشامل ہوا لیکن ہیں تو جلسے کے مہمان۔ اس کا ریکارڈ رکھا جانا چاہیئے۔ یہ ریکارڈ جو ہے وہ کسی نمائش کے لئے نہیں۔ یہ ریکارڈ ہے آنے والی نسلوں کو حقائق بتانے کے لئے ورنہ آنے والی نسلیں کہیں گی

کہ عجیب تھے ہمارے بزرگ ہمیں بتایا ہی نہیں کہ اس قسم کے لوگ کتنے غیر ممالک سے آئے اور جلسے میں شامل ہوئے بڑے دلچسپ ان کے لئے ہوں گے یہ اعداد و شمار۔ یہ گوشوارے ان کو دینی اسباق دینے والے جذبۂ قربانی پیدا کرنے والے ہیں۔ ان کے مربی ان کو جب یہ باتیں بتائیں گے تو اگر انہوں نے محض وفود کی باتیں جو رہائش گاہوں میں ٹھہرنے والے ہیں سامنے رکھیں تو جو دوسرے ہیں اور جو شائد ان سے پانچ گنے شائد دس گنے شائد بیس گنے زیادہ ہوں اور ان کو بالکل نظر انداز کیا گیا ہے لیکن اس کی ذمہ داری صرف ہماری نہیں ہے کہ نظر انداز کر دیا گیا اس کی ذمہ داری باہر سے آنے والوں پر ہے۔ انہوں نے کوتاہی کی ہے کہ وہ اطلاع نہیں دیتے اس لئے مَیں باہر سے آنے والوں سے کہتا ہوں کہ آپ جلسہ سالانہ کے دفتر کو تحریری اطلاع دیں گے اس سال کہ ہم فلاں ملک سے جلسے پر آئے ہیں اور کوئی ایک باقی نہ رہے جس نے اطلاع نہ دی ہو۔

ایک بات اور جو اس وقت میں کہنا چاہتا ہوں وہ تو ہے ہماری جان۔ وہ ہے دعا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آ کے ہمیں سمجھایا کہ قرآن کریم نے اللہ تعالیٰ کی عظمتوں اور اس کی رفعتوں اور اس کی کبریائی کو کس طرح سے بیان کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلامی تعلیم کھول کے ہمارے سامنے رکھی۔ اگر اللہ نے توفیق دی تو اس کے ایک حصے پر انشاء اللہ اگلے خطبے میں میں روشنی ڈالوں گا۔ اتنی عظیم ہستی لیکن دنیوی عقل بہکی تو اس وقت انہوں نے اپنے غلط عقائد بنالئے اللہ کی ذات کے متعلق بنیادی چیز تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی بتا سکتا ہے۔ اتنی عظیم اور وسعتوں والی ہستی ہے۔ میں اور تم کیسے اس کے متعلق بات کر سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کر کے اپنی ذات اور صفات کے متعلق جو بتایا ہے وہ نہ ختم ہونے والا سمندر ہے۔ معرفت پیدا کرنے کے لئے اور ہمارے عرفان کو بڑھانے کے لئے ہمیں جو باتیں بتائی گئی ہیں ان کا ایک بنیادی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایک لمحہ کے لئے بھی اگر تم نے دوری اختیار کی تو وہ ہلاکت کی راہ ہے اور جس کے معنے یہ ہیں کہ ہر وقت عاجزانہ دعاؤں میں لگے رہو اور خدا سے مانگ کر خدا کے قرب کو حاصل کرو۔ ہر چیز ہی اس سے مانگو جس چیز کو دنیا ناممکن کہے وہ بھی مانگو اور جس چیز کو دنیا اتنی آسان سمجھے

کہ وہ کہے کہ نوکر سے بھی مجھے مدد لینے کی ضرورت نہیں وہ بھی مانگو خدا سے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی خدا سے مانگ، بڑی بنیادی صداقت اس کے اندر بیان ہوئی ہے۔

سنو! آج کا انسان ہم سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ ہم اس کے لئے خدا سے حفاظت اور امان کی استدعا کریں۔ بڑے پریشان کن حالات پیدا ہو رہے ہیں۔ کبھی سوچتا ہوں کہ انسانیت ہلاکت کے کنارے کھڑی ہوئی ہے اس وقت۔ اللہ تعالیٰ فضل کرے اور اپنے رحم سے ان تمام طاقتوں کو (جو خود انسان ہی نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیں اپنی ہلاکت کے لئے) ان طاقتوں کو ناکام کرے اور باوجود انسان کی غفلتوں اور کوتاہیوں اور اس قسم کے جرم کے کہ وہ خدا سے دور ہو گئے اور خدا کا غضب انہوں نے اپنے پہ بھڑکایا اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا کر دے کہ ان کے دل بدل جائیں۔ ہم جب کوئی کام کرتے ہیں وقت لگتا ہے اس پر۔ ایک درخت لگانا ہو تو سوچنا پڑتا ہے کہ کہاں سے سب سے اچھا درخت لیا جائے۔ پھر سوچنا پڑتا ہے کہ کیسے لایا جائے۔ پھر سوچنا پڑتا ہے کہ کس موسم میں لایا جائے۔ پھر سوچنا پڑتا ہے کہ کیسی زمین میں لگایا جائے۔ پھر سوچنا پڑتا ہے کہ کس قسم کی اسے کھاد دی جائے، کتنے وقفے کے ساتھ اس کو پانی پلایا جائے۔ پھر سوچنا پڑتا ہے کہ گرمی یا سردی میں اس کی حفاظت کی ضرورت ہے یا نہیں اور پھر اس کی پرورش کرنی پڑتی ہے۔ پھر کوئی درخت تین چار سال، کوئی درخت آٹھ دس سال خدمت کروا کے، کوئی درخت بیس تیس سال خدمت کروا کے پھل دیتا ہے۔ ہمارا خدا ایسا نہیں۔ اسے تو انتظار نہیں کرنا پڑتا۔ قرآن کریم نے فرمایا وہ کہتا ہے کُنْ فَیَکُوْنُ۔ وہ چیز ہو جاتی ہے تو اس سے مانگو جو قبول کرتا ہے تو دیر نہیں لگتی۔ جب اس نے دعا قبول کر لی کہا میں دوں گا تو پھر وہ دیر نہیں لگاتا۔ وہ خسیس اور بخیل بھی نہیں ہے اتنا دیالو ہے اتنا وہاب ہے عظیم بشارتیں دینے والا اور انہیں پوری کرنے والا ہے۔ ہم اس کا حکم نہیں مانتے، وہ روکتا ہے ہم گناہ کر دیتے ہیں، نہیں جانتے کہ ہم اس کا کفارہ کیسے ادا کریں مگر وہ اتنا پیار کرنے والا ہے کہ گناہگار کو کہتا ہے کہ اس طرح کر تیری دعا قبول کر لوں گا، تیرے گناہ کو اپنی مغفرت کی چادر کے نیچے ڈھانپ لوں گا یعنی جس کا گناہ کیا ہے وہ بتاتا ہے راستہ اس گناہ کے بداثرات سے

بچنے کا، حفاظت کا، کبھی کبھی یہ انسان بھی تھوڑی سی نقل کرنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی صفات کی۔ ایک عرب کے متعلق مشہور ہے کہ اس زمانے میں اس علاقے میں سب سے تیز گھوڑی بھی اس کی تھی (نمبرا) اور دوسرے نمبر کی گھوڑی بھی اس کی تھی۔ سارے عرب میں مشہور تھا کہ فلاں سردار کے پاس جو دو گھوڑیاں ہیں وہ دونوں سب سے تیز ہیں۔ ایک سب سے تیز۔ ایک دوسرے نمبر پر وہ بھی اس کے پاس۔ چور بھی تاک میں تھے ایک دن ایک چور کا لگا داؤ۔ وہ خیموں میں رات گزارتے تھے اور بغیر کاٹھی کے بھی سوار ہو جاتے تھے۔ بس اس نے اس کا رسہ کھولا چھلانگ لگائی گھوڑی کی پیٹھ کے اوپر اور ایڑی لگا دی۔ اتنے عرصے میں مالک کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے دوسرے نمبر پر جو تیز گھوڑی تھی وہ کھولی اس کے اوپر بیٹھا اس کا پیچھا کرنا شروع کر دیا اور قریب تھا کہ نمبرا گھوڑی نمبر۲ گھوڑی پکڑ لے اور اپنی گھوڑی واپس لے آئے۔ پھر اس کی غیرت نے جوش مارا۔ اس نے سوچا کیا کہے گا عرب کہ غلط مشہور تھی۔ وہ تو نہیں نمبرا۔ تو چور کو کہنے لگا او خبیث اس قسم کی آواز منہ سے نکال تب یہ تیز دوڑے گی۔ چور نے وہ آواز نکالی اور گھوڑی ہوا ہوگئی اور مالک اسے پکڑ نہیں سکا۔ چوری کروا دی گھوڑی لیکن نمبرا نمبرا ہی رہی۔ اس نے تو چور کی مدد اس طرح کی کہ لے جا میری گھوڑی مگر خدا تعالیٰ تو مالک ہے۔ اس نے دینا ہے۔ وہ چور کی اس طرح مدد کرتا ہے کہ کہتا ہے یہ دعائیں کرو، اس طرح صدقہ دو، اس طرح میرے حضور قربانیاں دو۔ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ کبھی مایوس نہ ہونا مجھ سے۔ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا (الزمر: ۵۴) اللہ سب گناہوں کو معاف کر دے گا۔ اتنی بڑی بشارت دے دی۔ اس خدا سے ہم مانگتے ہیں اور پورے بھروسے کے ساتھ مانگتے ہیں۔ اگر مگر لگائے بغیر مانگتے ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اس سے۔ آپ نے فرمایا ہے مانگو مانگنا تمہارا کام ہے۔ اس کی مرضی ہوگی تو دے گا، مرضی ہوگی نہیں دے گا۔ مرضی ہوگی تو جس شکل میں تم مانگ رہے ہو نہیں دے گا، وہ علام الغیوب ہے اس سے بہتر شکل میں تمہاری دعا کو قبول کرے گا۔ تو جب خدا سے مانگنا ہے تو اگر مگر نہیں۔ خدا سے مانگو تو اس طرح مانگو کہ دامن پکڑ لو اس کا۔ خدا سے کہو کہ اے خدا میں اقرار کرتا ہوں کہ میرے جیسا کمزور انسان، حقیر انسان، گناہگار انسان کوئی نہیں، پر تیرا دامن

میں نے پکڑا ہے دیئے بغیر مجھے واپس کر دے گا؟ اور اگر وہ دعا قبول نہ کرے تو کوئی شکوہ نہیں۔ مالک ہے وہ۔ شکوہ تو اس سے ہوتا ہے جس پر آپ کا احسان ہو کہ ہم نے تم پر احسان کیا تم نے جواب میں احسان نہیں کیا۔ یہاں تو احسان ہی احسان ہیں اس کی طرف سے اور گناہ اور کمزوریاں اور غفلتیں اور کوتاہیاں ہیں ہماری طرف سے۔ نہیں مانتا اس کی مرضی لیکن مایوس نہیں ہونا۔ پھر مانگو، پھر مانگو، پھر مانگو۔ ایسے بزرگ گزرے ہیں کہ سالہا سال تک ''نہ'' سننے کے بعد پھر ایک دن یہ آواز آ گئی کان میں کہ پچھلے نو سال کی ''نہ'' کو ''ہاں'' میں مَیں نے بدل دیا اور ساری دعائیں قبول کر لیں۔

اس وقت پہلی دعا جو ہے وہ انسان کے لئے ہمیں مانگنی چاہیئے۔ بہت سخت پریشانی کی حالت میں ہے انسان۔ کوئی سمجھتے ہیں کوئی نہیں سمجھتے۔ جو سمجھتے ہیں وہ بھی جو نہیں سمجھتے وہ بھی، کم ہیں جو خدا کو جانتے ہیں۔ ان کو کچھ پتا نہیں کہ ان اندھیروں سے نکلنے کا راستہ کون سا ہے اور وہ کون سی ہستی ہے جس کا در ہم کھٹکھٹائیں تو ہمارے لئے روشنی وہاں سے ظاہر ہو جائے لیکن ہم تو جانتے ہیں کہ تمام ظلمات کو دور کر کے آسمانوں اور زمین کو نور سے بھر دینے کی طاقت اللہ تعالیٰ کو ہے اور ایک کُنْ کے ساتھ وہ ایسا کر دیتا ہے۔ بتوں کی پرستش کرنے والے یا خدا تعالیٰ کے وجود سے انکار کرنے والے اور یہ دعویٰ کرنے والے کہ ہم زمین سے خدا کا نام اور آسمانوں سے خدا کے وجود کو مٹا دیں گے ان کا دل بھی (حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق) اللہ تعالیٰ کی انگلیوں میں اس طرح ہے۔ اس طرح کر دے انگلی تو اس کا زاویہ اور ہو گیا۔ اس طرح کر دے تو اور ہو گیا۔ (حضور نے ہاتھ کے اشارے کے ساتھ بتایا) دل بدل جاتے ہیں۔ غصے سے بھرا ہوا عمرؓ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے لئے گھر سے نکلا تھا اور جب وہاں پہنچا تو ہاتھ بیعت کے لئے آگے بڑھا دیئے۔ عظیم تبدیلی پیدا ہو گئی۔ خدا تعالیٰ نے ایسے نظارے ہمیں دکھائے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بات کہی ہے وہ سچ ہے اور کسی شک اور شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے اس میں۔

بہر حال میں بتا یہ رہا ہوں کہ دعا کریں (نمبر ۱) انسان کے لئے۔ (نمبر ۲) اپنے ملک کے استحکام کے لئے، امن کے قیام کے لئے، یہاں کے اپنے بھائیوں پاکستانیوں کی خوش حالی

کے لئے، ان کے دکھوں اور تکلیفوں کے دور ہونے کے لئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو کچھ اس طرح بدل دے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمتوں کے وہ وارث بن جائیں۔

پھر دعا کریں ساری دنیا میں بسنے والے احمدیوں کے لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو انتہائی سخت ذمہ داری اس وقت جماعت پر ڈالی ہے خدا تعالیٰ اپنے ہی فضل سے وہ نباہنے کی توفیق دے اور ہمارا حصہ اگر سو میں سے ایک ہے تو ننانوے اپنی طرف سے ڈال دے اور ہمارے کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دے۔

اور دعا کریں اپنے مرکز کے لئے، مرکز میں رہنے والے بعض بھی مرکز کی اہمیت کو نہیں سمجھتے اور آپس میں الجھتے بھی رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرکز میں رہنے والوں کو یہ سمجھ عطا کرے کہ مرکزِ سلسلہ خود مرکز میں رہنے والے پر بعض ایسی ذمہ داریاں عائد کرتا ہے جو دوسروں پر نہیں کرتا، وہ سمجھیں اور نباہیں۔

اور اللہ تعالیٰ فضل کرے جلسہ سالانہ اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آئے اور ہر خیر کے ساتھ وہ گزرے اور آنے والے خیریت سے یہاں آئیں خیریت سے گھروں کو واپس پہنچیں۔ یہاں بسنے والے ان کی خدمت کی توفیق پائیں اور کائنات سے خدمت لینے کی قوت اور استعداد اپنے اندر پیدا کریں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کے فضلوں کو پہلے سے زیادہ حاصل کرنے والے ہوں اور خدا، خدا کا پیارا رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت انہیں مل جائے۔ اس طور پر کہ دل پھر کبھی ان دو محبتوں سے خالی نہ ہوں۔ آمین

پھر حضور انور نے فرمایا:-

گزشتہ رات نواب محمد احمد خان فوت ہوگئے اور کوئی لمبی بیماری نہیں تھی۔ انفلوائنزا دو دن سے تھا۔ معلوم ہوتا ہے اُتھو (تشنجی کیفیت) آیا ہے اور پھیپھڑوں نے کام کرنا چھوڑ دیا۔ بہر حال حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کی ایک تو بڑی اولاد تھی جو نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادی) کے بطن سے نہیں تھی۔ تین لڑکے، (لڑکوں کی میں بات کر رہا ہوں لڑکیوں کی نہیں) تین لڑکے تھے وہ تینوں پہلے فوت ہو چکے ہیں۔ حضرت نواب مبارکہ بیگمؓ کے بطن سے دو لڑکے تھے۔ ان میں سے بڑے تھے اور یہ کل

فوت ہو گئے۔

بڑا مخلص، فدائی، درویش طبیعت رکھنے والا انسان تھا۔ بچپن سے میں جانتا ہوں کیونکہ اکٹھے ہی ہم کھیلے، تربیت حاصل کی اس ماحول میں اور بڑھے۔ ان کا جنازہ انشاء اللہ تعالیٰ نماز عصر کے بعد بہشتی مقبرہ میں ہی ہوگا۔ دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے وہ وارث بنیں۔ جو آتا ہے اس نے جانا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (الملک:۳)

یہ زندگی اور موت جو ہے اس کا ایک مقصد ہے۔ یہ امتحان ہے جس کے ساتھ انعامات بھی وابستہ ہیں اور خدا تعالیٰ کی ناراضگی بھی۔ تو دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جانے والوں سے ناراض نہ ہو بلکہ خوش ہو اور جن کو اس نے ابھی یہاں رہنے کی اجازت دی ہے اس دنیا میں وہ بھی اس کے پیار کو حاصل کرنے والے ہوں۔ بہر حال میں نے جنازے کا اعلان کرنا تھا اور دعا کرنے کے لئے کہنا تھا۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۳ دسمبر ۱۹۷۹ء صفحہ ۲ تا ۶)